مُباحثۂ اعظم گڈھ
از تصنیف
مہر سپہر سخنوری جان فضل وکمال ناصر الاسلام
زبدۃ الاذکیا محمد شفیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

مُباحثۂ اعظم گڈھ

از تصنیف مہر سپہر سخنوری جانِ فضل و کمال ناصر الاسلام زبدۃ الاذکیا
محمد شفیع صاحب ناصر رامپوری سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم | ونصلی علی نبیہ الکریم

پلا ساقیا جام صہبائے دین | ہو نورِ یقین تا کہ خطِ جبین

پلا جلد صہبائے سنت پلا | ہے دل مین کہ بدعت کا گھونٹون گلا

نظر مین سمایا ہے وہ نورِ حق | کہ روشن ہوئے جس سے چودہ طبق

نہین یاد کچھ جز حبیبِ خدا | شہِ دوسرا اور دِ انما

گُہر ہے کلام اوس کا دل مین مرے | خلش جس کی ہے آب و گِل مین مرے

مین ہون ناتوان مائل اوس شاہ کا | تقابل کتان کا ہے اور ماہ کا

پلا ساقیا وہ شراب طہور | جو دکھلائے کثرت مین وحدت کا نور

بھڑکتا ہے چون شعلہ سارا جگر | وہ مے دے کہ جس سے ہو ٹھنڈا جگر

مے حوضِ تر سا پلا ساقیا | نہ ترسا کہ دم میرا اُڑنے لگا

وہ مے دے کہ کھل جائے باطن کا راز | رہے کچھ نہ باقی نشیب و فراز

مے جامِ وحدت پلا ساقیا | مرے منہ سے ساغر لگا ساقیا

وہ مے دے کہ دردِ درون ہو فزون | بہے پہلوئے دل سے دریائے خون

پلا ساقیا آبِ آتش فشان | کہ جس سے سمندر بنے مُرغِ جان

وہ دے مے کھلے جس سے عرفان کا نور
وہ آتش لگے جان و دل مین مرے
انا البرق بولے سمندِ قلم
ہے سترِ ایزد کا دل داستان
عیان ہو حقیقت کا رازِ نہان
وہ دے جام لیجائے جو عرش پر
وہ دے مے کہ چون برقِ ادراک ہو
روان دل مین دریا ہو عرفان کا
کسی سے نہ اصلا تعلق رہے
پلا ساقیا ساغرِ لالہ فام
ہے حائل جو سدِ خودی دور ہو
اوڑے طائرِ فکر تا لامکان
اوڑے مرغِ اندیشہ تا عرشِ پاک
پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
وہ مے دے کہ ہو تیز تیغِ زبان
وہ مے دے کہ ہو جاؤن روشن ضمیر
مرے شیشۂ دل سے غم دور ہو
دکھا دے وہ آئینۂ خوش نما
وہ مے دے کہ پہونچائے افلاک پر
خیالاتِ فاسد سے دل پاک ہو
پلا ساقیا بادۂ غم رُبا

مرا دل بنے غیرتِ کوہِ طور ہو
کہ مجھ سے جہنّم بھی بھاگا پھرے
چلے یکقلم خنجرِ درد و غم
ہٹین راستی پر مری راستان
خودی مین خدائی ہو جلوہ کنان
ملک ہمنشین ہون مرے آنکر
کلیم ربانی جلے خاک ہو
منور ستارہ ہو ایمان کا
تعلق رہے نے تعلق رہے
کہ ہے ننگِ آشفتگی ننگ و نام ہو
مرا دل تماشا گہہ نور ہو
تحیر مین ہون سارے کرّوبیان
مچے جسکی دھوم از سمک تا سماک
کہ چون غنچۂ دل اسیرا رہتا ہی تنگ
وہ تیغِ قلم کے لئے ہو فغان
مجھے دیکھ حیرت مین ہو چرخِ پیر
تجلی سے وحدت کی معمور ہو
کہ ہو جس مین جلوہ خدا کا بھرا
ثرا کب تلک مین رہون خاک پر
فلک سیر تا حصر کا ادراک ہو
کہ دل میرا دونو جہان سے اوٹھا

تجلّی پہ خورشیدِ تحقیق ہے — تجلّی پہ مہتابِ تدقیق ہے
بہاروں پہ غنچے ہیں توحید کے — ہیں چرچے گُلِ حسنِ تفرید کے
شگفتہ ہے گُل گُل ریاضِ وجود — نہفتہ ہے غارِ عدم میں حسود
بڑھے نخلِ سنّت چمن در چمن — اوڑے رنگِ بدعت دمن در دمن
گلستان لئے بدلا ہے فرشِ دروس — بنا لالۂ خوش ادا سندروس
خیابان خیابان کھلی یاسمن — بیابان بیابان اوگی نسترن
ہے سروِ آزاد دیکھتا کھڑا — کہ بہرِ اذان زاہدِ خوش ادا
لبِ جو پہ سنتش ہیں ہر ٹھیک ٹھیک — صدا ہیچ کی وحدہٗ لاشریک
کہیں شاخِ گُل ہے جھکی ناز سے — صبا آتی جاتی ہے انداز سے
ہے نرگس کہیں سر جھکائے ہوئے — لجائے ہوئے دل لبھائے ہوئے
حیا سے اوٹھاتی نہیں وہ نگاہ — ہے نیچی نظر اوسکی شام و پگاہ
ہے چھڑکاؤ میں محو ابرِ بہار — دیا صحنِ گلشن کا گرد و غبار
خرامان خرامان بہ ناز و ادا — گلستان میں جاروب کش ہے صبا
نہیں ہے یہ پھولوں کا تختہ کھلا — ہے تختِ بہاری مُرصّع بچھا
گُلِ سیوتی کی ہر اک پنکھڑی — خجل جس سے ہے موتیوں کی لڑی
ہے سطحِ زمین پر یہ سبزہ اُگا — بچھا فرش یا مخملِ سبز کا
عجب سبز و شاداب ہیں کیاریان — زمینِ چمن میں ہیں گلکاریان
ستارے ہیں آنکھ اپنی کھولی ہوئی — یہ چشمِ عدو میں چھپولے ہوئے
محیطِ زمین ہے شبِ ماہتاب — دکھاتا ہے مہتاب میں جلوہ آب
یہ جلوہ کچھ آنکھوں میں ایسا بھرا — ہوا مرغِ ادراک یاقوت زا
وہ سبزے پہ شبنم کے قطروں کی آب — زمرد میں ہے گویا موتی کی تاب

وہ بادِ بہاری کی رامش گری
نہالانِ گلشن کی وہ خودسری

وہ بلبل کی گلبانگ کے چہچہے
وہ صلصل کے شمشاد پر قہقہے

وہ گیسوئے سنبل شکن در شکن
ہے زنّار ڈالے ہوئے برہمن

چمن کی ترقی پہ ہے آب و تاب
کھلا صحنِ گلشن میں ہر سو گلاب

ہوائیں وہ گلزار کی سرد سرد
کنارے کنارے گُلِ لاجورد

برسنا ادھر ابر کا جھوم جھوم
وہ بادِ بہاری کی ہر سمت دھوم

چٹکنا وہ غنچوں کا سبزی کا رنگ
مٹکنا گلوں کا وہ عشرت کا ڈھنگ

لچکنا وہ شاخوں کا بلبل کا شور
وہ طوطی کی شیریں کلامی کا زور

وہ فوّارۂ علم کا چھوٹنا
وہ اعدائے مذہب کا سر ٹوٹنا

طربناک شمعِ سعادت کی تاب
وہ شمشیرِ بُرّانِ ہدایت کی آب

وہ جُہّال کے سر پہ کالی گھٹا
وہ علمائے اسلام کا جمگھٹا

وہ تحصیلِ علم و مسائل کا شور
دلائل کا غوغا فضائل کا زور

محمد علی کے کلاموں کا رنگ
محمد عمر خان سے وہ طرزِ جنگ

حدیثِ علی الصدر کا تذکرہ
وہ دینی مباحث کا پھر غلغلہ

دلائل کا نقشہ کھچا تھا کچھ اور
براہین کی وہ حسنِ معنی پہ غور

وہ علمِ نظر کی نظر بازیاں
وہ علمِ بدیہی کی غمّازیاں

وہ دَور و تسلسل کے پھر سلسلے
وہ تحصیلِ مجہول کے مرحلے

تصوّر کا تصویر سے وہ وقار
وہ تصدیق کا صدق سے اعتبار

وہ اشکال کی صورتوں کا خلاف
وہ بے شکل حاسد کی لاف و گزاف

احاطہ وہ کُلّی کا ہر بات پر
وہ جزئی کی تخصیص اک ذات پر

مجاز و حقیقت کا وہ اتحاد
وہ علم و ہنر کی ہر اک سُو سے داد

وہ مولائے مشتاق احمد کی داد ‏— وہ مسدود کی فتنہ کا سدِّ فساد
وہ شوخی کے جھملے طرب بر طرب ‏— وہ آفت کے فقرے غضب بر غضب
عجب جلوہ آرا ہوئے ناصرا ‏— میں حیرت میں خود ہوں لکھوں کیا بھلا

رجوع باظہار حال و غایت مآل

پلا ساقیا بھر کے جام شراب ‏— کہ ہر دل میں شوق حصول ثواب
مئے جام تحقیق سے مست کر ‏— پلا ساغر علم و فن جلد تر
ہو وہ شاہد شعلہ رو جلوہ گر ‏— لگا دے دل و جان میں اکسیر شرر
وہ محو تماشائے جاناں بنوں ‏— رُلاؤں جہاں کو ذرا گر ہنسوں
کہاں ہے تو اے ساقی سیمتن ‏— کدھر ہے تو اے دلبر گلبدن
پلا جلد جام مئے ارغوان ‏— ز چشم عدو جوئے خوں ہو رواں
پلا ایسا جام مئے تند و تیز ‏— کہ مستانہ ہو میری ہر حسیت و خیز
مئے جام سنت پلا ساقیا ‏— کہ لکھنا ہے اک واقعی ماجرا
قلم سے ہو میرے بپا رستخیز ‏— رہے خصم کو کچھ نہ راہ گریز
مٹا دل سے خود بینی و خود سری ‏— بتا جلد اسرار پیغمبری
رہ مصطفےٰ پر رہوں روز و شب ‏— کہ اعدا ہیں میرے انصار سب
سحاب فضیلت ہے پر تو فگن ‏— پلا ساقیا ساغر علم و فن
ہنر بران علم و ہنر شاد ہیں ‏— جوانان تحقیق آزاد ہیں
کھڑے ہیں پئے داد باندھے کمر ‏— سخن پر ہے میرے سبھوں کی نظر
پلا ساقیا بھر کے وہ جام مُل ‏— کہ سبّوحیوں میں پڑے جس کا غل
میں مست سخن مست وحدت بنوں ‏— کوئی روز تو محو حیرت بنوں
پلانا ہے گر جام جلدی پلا ‏— کہ پہلو سے میرے مرا دل چلا

کرون ضبطِ دل گو جلون جوش مین
ہون مست گو پر رہون ہوش مین

سناتا ہے اک نغمۂ دل نواز
دکھاتا ہے اندازِ ناز و نیاز

لگاتا ہے گلزارِ جنت نشان
مٹاتا ہے حاسد کا نام و نشان

نیا گل کھلاتا ہے گلزار مین
دکھاتا ہے یوسف کو بازار مین

کہان ہے تو اے ناصرِ خوش ادا
بہ گلبانگ بلبل بشنو ہمنوا

قلم را چو شمشیرِ بران بکش
ز صہبائے علم و ہنر جرعہ چش

بدہ داد و دادِ مستان دین
مگو قصۂ آسمان و زمین

گزشتہ یکے قصۂ بے نظیر
بہ اعظم گڈھ آن بلدۂ دلپذیر

محمد علی مولوی نے کیا
حدیث علی الصدر مین غل بپا

بہت دادِ تحقیق و تدقیق دی
بہت کچھ حدیثون کی توثیق کی

کیا جد و کد اسقدر اسقدر
کہ پڑتی تھی کوشش پہ ہر سو نظر

نہ تھا روزِ روشن کا گویا اثر
یہی شام تھی اور یہی تھی سحر

جو تھے ہم سبق اونکا تھا یہ سبق
ہلا دیجے عالم کے چودہ طبق

حقیقت مین ناصر نہ دعوے کیا
دماغ آسمان سے بھی بالا کیا

یہ جانا مقابل نہین ہند مین
مناظر نہین ہند مین سند مین

نہین مثل جسکا مری شان ہی
عدیم النظیر اپنا امکان ہی

نہ سمجھا خدائی ہے یہ خودسری
نہ جانا کہ ہے دشمن جان خودی

تکبر سے افلاک پر سر کیا
تصور مین اقلیم کو سر کیا

ہے زیبا یہ کہتے ہین چھوٹے بڑے
خدا کبر کی کبریا کے لیئے

تکبر ہے سرمایۂ ابلہی
تکبر سے کس کو نہین آگہی

خودی نے کیا غرق فرعون کو
نہ آیا کوئی عون بے عون کو

نہ مانا ہوئی امر معبود کا
تکبر سے بچنا کہ ہے کہنہ داغ
تکبر سے تو سر کو اتنا نہ دھن
تکبر عزازیل را خوار کرد
تکبر بود مایۂ مدبری
تعصب تکبر حسد دشمنی
بچوا انسے اور انکی عادات سے
بڑھا یا سر کبر کو عرش پر
محمد عمر آ مقابل ہوئے
دکھایا جو شمشیر تحقیق کو
وہ تحریر و تقریر کی داد دی
ہوئی الحذر الحذر کی صدا
یہ پیہم لب بزم سے تھی ندا
مچا ایسا عالم مین اک شور و شر
دلیران محفل مین یہ غل مچا
وہ زیر و زبر ساری محفل ہوئی
کہین قہقہے تھے کہین دل لگی
یہ محفل مین ہر سمت سر شور تھا
اوٹھا شور و غل صولت دین کا
وہ صولت و شوکت جمی دین کی
مقابل کو منصور ناصر کیا

ہوا خانہ ویران نمرود کا
ہزارون کیئے اس نے گھر بیچراغ
تکبر کیا پڑھی ہے تو یہ شعر سن
بزندان لعنت گرفتار کرد
تکبر بود اصل بدگوہری
ہے چارون مین ہمقومی و ہمفنی
بچو انسے اور انکی حرکات سے
مگر آخر آکر گرا فرش پر
دیئے توڑ اک دم مین سب دمدمے
محمد علی بھولے تلفیق کو
پکارا الامان الامان مدعی
ہوئی المدد المدد بارہا
کہ یا حبذا ثم یا حبذا
کہ خود شور کے ہو گئے گوش کر
کہ شیر ببر بیش پر آ پڑا
صف مدعی مین پڑی کھلبلی
کہین مدعی کی ہنسی پر ہنسی
ہوا زیر جو گرم صد زور تھا
چمن مین گل نور سنت کھلا
کہ صولت عمر کی دوبارہ جمی
جو حق تھا وہی حق نے ظاہر کیا

تماشائے الحق تعلّو ہوا ولا تُعلیٰ بامِ علو سے گرا
تکبر کا انجام ظاہر ہوا تفاخر ہی سر پہ سہرا رہا

محاکمہ زبدۃ الفضلا اُستادنا مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب مدظلہ

پلا ساقیا ساغرِ سلسبیل کہ ہے جلوہ گر نورِ ربِّ جلیل
کہاں ہے تو اے ساقیِ مہ لقا قدم اس طرف کو ذرا اِبڑھا
پلا ایسا ساغر کوئی پُر سرور کہ ہو شیشۂ رنج و غم چُور چُور
ہیں لبیلا ہے ادراک سے تنگ سون پلا ایسا ساغر کہ مجنون بنون
ہے مدِّ نظر اک گلِ خوش ادا پلا جلد جامِ محبت پلا
پلا ساقیا ساغرِ خوشگوار ہے جوبن پہ تحقیقِ حق کی بہار
کھلائے گلِ حق تما باغ مین ہے ہر سبزہ جنّت فضا راغ مین
لبون پر ہی غنچون کے گر جوشِ گل تو منقارِ بلبل سے جھڑتے ہین گل
ہے صحنِ چمن مین گلِ چھپی دیا جامہ زیبون کی ہے دل لگی
یہ سایہ یہ سایہ درختون کا ہے کوئی تخت یا سبز تختون کا ہی
در و بام یک تخت ہین سب سپید نکلنے کو ہے کوئی صبحِ اُمید
ہین پہلو بہ پہلو قطارِ درخت لپٹتے ہین جس طرح دو یارِ سخت
گلون سے ہے لبریز صحنِ چمن کہین تارون ہے کہین نسترن
لبِ نہر ہے گلرخون کا ہجوم ہے حسنِ گلو سوزِ یوسف کی دھوم
کسی محوِ عارض لئے گر آہ کسی تو اک لہر ہے چشمۂ ماہ کی
بلورین وہ تختون پہ جامِ بلور کہ ہو آنکھ وقفِ تماشائے نور
اِدھر گیرین رندانِ وحدت دلگے اودھر شعلہ رویون کے ہین جگگھٹے
اگر لہلہاتا ہے سبزہ اِدھر اودھر بھی ہے طاؤسِ زرّین کمر

ادھر سرد مہری سے گر آہ ہے — اودھر گرمجوشی سے اے واہ ہے

ادھر سے ہے گر نالۂ پُر شرر — اودھر سے بھی ہے نیچی نیچی نظر

غرض جذبۂ عشق ہے جلوہ ریز — ہے مطلوب ہر بند راہ گریز

جدا یار سے گو یہاں یار ہے — مئے شوق سے لیک سرشار ہے

حقیقت میں دونو ہی ہیں دل فگار — بظاہر ہے گو ایک سرگرم عار

پلا ساقیا بادۂ تیز و تند — انا البرق بولے مرا ذہن کند

کھلانا ہے گلشن میں سنت کا پھول — دکھانا ہے عالم کو فیض رسول

کھل حسن وحدت دکھا کر پلا — حقیقت کا کثرت میں جلوہ دکھا

سما جائے کچھ اور دل میں سرور — نظر ہو مری مردم چشم طور

لگے شعلہ ساں جست کرنے قلم — ہو رشحۂ قلم میرا ابر کرم

عدو بھی مرے نظم کی داد دیں — جو حساد ہیں حبذا کہہ اوٹھیں

جو ہیں دوست ہوں دیکھکر شاد شاد — کریں اس وسیلے سے ناصر کو یاد

کہاں ہے تو اے ساقی گلبدن — کدھر ہے تو اے رونق انجمن

پلا ایسا ساغر کوئی جان من — کہ آنکھوں میں کھلجائے رنگ چمن

ادھر اور اودھر سے نظر کو اوٹھا — لگاؤں کسی مہروش سے ذرا

بہ رو کہ نور رخ اصفیا است — بگو کہ مہر سپہر ہدی است

وہ سالار اقلیم فضل و کمال — فضیلت مآب و خجستہ مقال

وہ نیر دین بازوئے علم و ہنر — فرید زمانہ وحید اثر

وہ مولائے مشتاق ملجائے ما — وہ ملجا و ماوا و مولائے ما

اخ اعظم و فیض بخش علوم — ہے جنکے تبحر کی عالم میں دھوم

ظہیر کمالات اسلامیان — کسران تیشۂ لات اصنامیان

درخشندہ لعل بکان کمال ۔ جہان جلال و روان جمال

وہ سرو خرامان بستان ہو ۔ تذرو نواسنج لاتقنطو

گل خوش ادا ے چمن زار فن ۔ بہ نیروئے فضل و ہنر کوس زن

کرامات را از کرامات او ۔ ہزاران سعادت زسا عات او

نمایان ہین چہرہ سے آثار دین ۔ جبین پر چمکتے ہین انوار دین

تکلم ہے یا موج آب حیات ۔ تبسم ہے یا صبح روز نجات

کر اخلاق سامی کرون کچھ رقم ۔ تو صل علیٰ بولے مرغ قلم

وہ معقول و منقول کے اوستاد ۔ علوم و ہنر جنکے ہین خانہ زاد

احادیث و تفسیر و علم خبر ۔ ہے زیب زبان اونکے آٹھون پہر

تکلم وہ ہوے ہر دو تحریر کے ۔ محاکم ہوئے بحث و تقریر کے

حدیث علی الصدر کی جانچ کی ۔ کسر رہ گئی بولے اک آنچ کی

پڑھی تحت سترہ کی جیدم خبر ۔ ہوئے اس طرح سے وہ گرم خبر

کہ بے شک محمد علی بے نوا ۔ بہت دام اغلاط مین ہے پھنسا

بہت کم احادیث پر ہے نظر ۔ رواۃ احادیث سے بے خبر

فن علم دین سے وہ ماہر نہین ۔ حقایق کی تحقیق ظاہر نہین

نہ آگاہ ہے معنی فکر سے ۔ نہ تحصیل مجہول کے ذکر سے

ہے بے فائدہ اوسکا شور و خروش ۔ اوسے ہوش کی بھی نہین اپنے ہوش

نہ محکم مفسر ہے اوس کی نظر ۔ نہین امر اور نہی کی کچھ خبر

نہ ماہر کہتے ہین مشکل کسے ۔ نہ واقف وہ مجمل کی کچھ اصل سے

بیان مجازات جانے نہین ۔ پھر اسپر ستم یہ کہ مانے نہین

حدیث علی الصدر مین گفتگو ۔ نہ جانے کہ کیونکر ہے نقض وضو

اگرچہ بہت یوں تو چالاک ہے
مگر علم و معلوم سے پاک ہے

نہیں کچھ سروکار تحقیق سے
اگر کچھ غرض ہے تو تلفیق سے

یہ بیجا نزالے ہیں بیجا نمود
ہے یہ بے محل ساری گفت و شنود

شعار اہل ایمان کا انصاف ہے
پسندیدہ طرز اسلاف ہے

ہے انصاف تکمیل ایمان و دین
ہے انصاف نور جبین یقین

ہے انصاف برہان اسلامیان
ہے انصاف ایمان جان و جہان

جہان میں عجب چیز انصاف ہے
نہیں جس میں یہ دین ہی وہ صاف ہے

جو ہے باانصاف پوچھے کوئی
ابو النصر کے نام ڈگری ہوئی

مقابل کی ہے جسپہ یہ کروفر
نہیں معتبر وہ حدیث خبر

خبر تحت سترہ کی مقبول ہے
یہی معتبر اور معقول ہے

بس اپنا تو ہے آخری یہ کلام
محمد عمر حق یہ ہے والسلام

حسن خاتمہ

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
کہ اب بحث کا ہو چکا اختتام

سبک خیز ہے مطرب بزم ہے
طرب ریز آوازۂ رزم ہے

سمند قلم تیز ہے برق وش
لب نامہ پر العطش العطش

فسانہ کا گو ہو چکا اختتام
زبان قلم پر ہے گرم کلام

عجب شوخیوں پر ہے طبع رسا
ہے بلبل صفت مست گلبانگ ہا

میں بستان معنی کا ہوں سرو ناز
فصاحت کے میدان کا ہوں یکہ تاز

ہے رنگ سخن میرا آفاق گیر
نگار سخن ہے مرا دلپذیر

ہوں رندان آزاد کا پیشوا
شہیدان تحریر کا مقتدا

مریض محبت ہوں میں تفتہ جان
مجھے یاد اک بیت کی ہیں شوخیان

مین اوستاد ہون قیس و فرہاد کا
نظر مین ہے میرے بہت خوش ادا
زبان ہے مری تیغ پیغمبری
سخن ہے مرا داروئے دردِ دل
سخن ہے مرا مائیہ عارفان
پہر نیزا دیتے ہین میرے قدم
ہے بالائے ادراک میرا امکان
زبان آوران بلاغت نشان
جو سفلے کمینے ہین اور نابکار
مگر آپ ہوتے ہین خوار و ذلیل
مری پہول جہڑتے ہین تقریر سے
سخن سے ہے عالم مرے فیضیاب
قلم ہون جہان حاسدون کے قدم
سخن کا مرے دیکھ عالی مقام
نیستانِ معنی کا ہون شیرِ نر
مری بارگاہِ سخن ہے بلند
نتیجہ یہ دردِ دردون کا ہلا
مرے حاسدان شقاوت مآل
پہنچ کیا سکے وہان کوئی بوم شوم
جو کلمہ نہ آگے مرے پڑہ سکین
عدو میرے گر مجہ سے ہون ہم کلام

مین عاشق ہون حسنِ خداداد کا
مین وقفِ تماشا ہون رہنِ وفا
بیان ہے مرا ہیبتِ حیدری
مرا شعر ہے رونقِ آب و گل
سخن ہے مرا آبِ رحمت فشان
ملک چومتے ہین زبانِ قلم
بلائین مری لیتی ہین حوریان
مرے کلمہ کلمہ پہ ہین گل فشان
مری ہجو ہے اونکا طرز و شعار
سخن ہے مرا میرے فن کی دلیل
عیان ہین کمالات تحریر سے
بنگارِ سخن ہے مرا بے حجاب
وہان میرا اوڑتا ہے مرغِ قلم
مرے حاسدون کے لرزتے ہین گام
مجہے حاسدون سے ہو پہر کیا خطر
عدو کی زبان ہو مرے آگے بند
کہ میرا سخن مین سخن کا ہوا
مری ایک ٹہوکر سے ہون پائمال
ہے برتر مری پایگاہِ علوم
وہ کیا میرے اشعار کی داد دین
تو سر پیٹنے کے سوا کیا ہو کام

وہ محوِ تحیّر ہو سر تا بپا — زبان سے نہ نکلے بجز حبذا

جو حاسد پہ ہو میرا رتبہ عیان — تو ہو زندہ در گورِ حسرت کنان

ہین مستِ مئے جامِ توحید ہون — مین دلدادہ نورِ تفرید ہون

ہین بردہ ہون سلطانِ دارین کا — فدائی ہون اندازِ حسنین کا

مکان میرا بالائے افلاک ہی — مرے زیرِ پا چرخِ ادراک ہی

علومِ فروعی فنونِ اصول — ہین باغِ سخن کے مرے دو نو پھول

یہ نحوی و صرفی جو کرتے ہین شور — مرے سامنے سب ہین کمتر زمور

وہ معقول و منقول کے شور و غل — مری بزم مین ہین چراغ اونکے گل

وہ فقہی مسائل وہ علمِ حدیث — مجھے یاد خود ہین قدیم و حدیث

وہ برہانیون کے قیاساتِ علم — وہ یونانیون کے مہماتِ علم

نہالِ قلم کی ہے میرے بہار — زمینِ سخن ہے مری لالہ زار

فنِ فلسفہ جس کا غل ہے کمال — ہے اوڑتے سا اک میرا باغِ خیال

جو دیکھے مرے کاخِ معنی کا بام — نہین مرغِ ادراکِ انسان کا کام

ہین ہون کلمہ گوئے رسولِ انام — مرا کلمہ پڑھتا ہے علمِ کلام

مرا علم ہے علمِ قدوسیان — ہون قدسی نژادون کا مین ہمزبان

میرا علم ہے علمِ اہلِ دلان — حصولی حضوری ہے سب رائگان

مرا علم ہے علمِ اشراقیان — قدم میرے لیتے ہین مشائیان

عمل مین ہے میرے حدیثِ رسول — الٰہی میسر ہو حسنِ قبول

ہے مشرب مرا چشتی و صابری — مگر طرزِ تعلیم ہے قادری

نہو کس لیے میرا رتبہ رفیع — خدا ناصر است و محمد شفیع

جو بدگو ہے میرا وہ مردود ہے — وہ دنیا مین اور دین مین مطرود ہے

کہیگا یہ چلکر حسود شقی ۔ کہ ناصر نے خود اپنی تعریف کی
مرا شکر ایزد کی نعمت پہ ہے ۔ عمل والضحیٰ کی اس آیت پہ ہے
مری طبع عالی ہے قدسی نژاد ۔ سخن کو نہین میرے پروائے داد
مرے جد محمد امام علی ۔ ہین اللہ کے برگزیدہ ولی
پدر میرے خواجہ طفیل علی ۔ چچا ہین مرے قاری صابر علی
ولی ہین یہ اللہ کے نیک نام ۔ جہان مین ہین مشہور عالی مقام
برائی سے گر انکو کرتا ہے یاد ۔ ابوجہل ہے حاسد نامراد
جہان انکی برکت سے معمور ہے ۔ مگر چشم حساد کی کور ہے
جو میرے بزرگون سے رکھی عناد ۔ نپائیگا ہرگز وہ اپنی مراد
ازان خاندان خیر بیگانہ دان ۔ کہ باشند بدگوئے این خاندان
ہون مدنی مدینہ ہے میرا وطن ۔ ہے آقا مرا شاہ ذوالمنن
وہ ایوب انصار فخر جہان ۔ وہ عبداللہ انصار قطب زمان
مرے جد ہین یہ صاحب دین وداد ۔ بزرگون مین ہین میرے یہ خوش نہاد
غرض میرے اجداد انصار ہین ۔ سب ابرار ہین اور اخیار ہین
حقیقت ہے کیا میرے حاسد تری ۔ کہ نصرت ہے میراث جدی مری
وہ مغفور صولت محمد عمر ۔ کہ ثانی نہین جنکا آتا نظر
وہ مولائی احمد حسن نامور ۔ سراپا کمال و سراپا ہنر
وہ شوکت تخلص وہ حسان ہند ۔ کہ ثانی نہین جنکا تا روم سند
بڑے ہین یہ دونون برادر مرے ۔ فن شعر گوئی مین رہبر مرے
وہ مولائی مخدومنا عبدالحق ۔ کہ علما بھی لیتے ہین جنسے سبق
برادر ہین میرے وہ عالی مقام ۔ انھین مانتے ہین خواص و عوام

الٰہی رہے جب تلک دین و داد
رہیں میرے استاد و احباب شاد

دکھا مجکو روئے مرادِ دلی
گنہ بخش یارب طفیلِ علی

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روح پیمبر پہ نازل مدام

درود اونپہ اور اونکے اصحاب پر
اماموں پہ اور اونکے ارباب پر

رہے تاکہ قائم زمان و زمین
ہو ناصر کی جانب سے برا جمیں

مری مثنوی جو پڑھے یا سُنے
خدا سے دعا میرے حق میں کرے

مناجات بدرگاہِ مجیب الدعوات

الٰہی بحقِ رسولِ انام
جناب محمد علیہ السلام

بحقِ بتولِ شہہ دوسرا
بحقِ ہمہ انبیا اولیا

بحقِ امام حسینؑ و حسنؑ
بحقِ دلِ عابدِ پرمحن

بحقِ خلوصِ دلِ چار یار
بحقِ اماماں اہلِ وقار

مجھے اپنا تو عاشقِ زار کر
مئے جامِ وحدت سے سرشار کر

لبِ گور تک محوِ حُبِ نبی
مجھے رکھ مری آرزو ہے یہی

دکھا دے مجھے ای مری ذوالجلال
وہ مکہ مدینہ مقامِ جمال

اگرچہ میں عاصی ہوں ناپاک ہوں
گنہگار ہوں بدتر از خاک ہوں

گنہ ایسے میںنے کیئے لاکلام
کہ گویا سراپا گنہ ہوں تمام

مگر تیرے الطاف پر ہے نظر
کرم پر بھروسا ہے شام و سحر

توقع کا میری سبب ہے یہی
کہ خیر اور شر میںنے دیکھا سبھی

لطافت کثافت پہ ڈالی نظر
ہر اک پاک و ناپاک کی لی خبر

یہ دیکھا کہ خورشیدِ عالی مقام
ہر اک شئے پہ پرتو فگن ہے مدام

شعاع اوسکی پڑتی ہے جب خاک پر
تو پڑتی ہے ہر پاک و ناپاک پر

اسی طرح اے میرے مولا ذرا ۔ مجھے بھی تو کچھ اپنا جلوہ دکھا

شریعت طریقت حقیقت کا نور ۔ مرے دل مین بھر میرے رب غفور

منور ہو دل نور عرفان سے ۔ معطر ہو جان عطر ایمان سے

مرا خاتمہ ہو الٰہی بخیر ۔ بجز تیرے دل مین نہو یاد غیر

نہو جان کنی کی اذیت مجھے ۔ نہو موت کی کرب و شدت مجھے

نہ سختی سے نکلے مری روح پاک ۔ رہون چین و آرام سے زیر خاک

نہو قبر مین بھی الٰہی عذاب ۔ ترا فضل مجھ پر ہو وان بیحساب

قیامت کے دن بھی کرم کیجیو ۔ بہشت برین مین جگہ دیجیو

گنہ گار و عاصی ہون مین روسیاہ ۔ گناہون کے اندر خراب و تباہ

مین بندہ ہون تیرا تو میرا خدا ۔ مین بردہ ہون تیرا تو آقا مرا

تو صاحب ہے میرا مین تیرا غلام ۔ مجھے تو نے پیدا کیا لا کلام

تجھے چھوڑ کر اب کہان جاؤن مین ۔ بھلا تجھسا آقا کہان پاؤن مین

خدائی کا صدقہ خدائے کریم ۔ مجھے مت دکھانا عذاب جحیم

مری عیب پوشی ہی کیجو سدا ۔ یہان اور وہان میرے رب العلا

مرے دوست اور آشنا یار غار ۔ عزیز و اقارب مرے غمگسار

ہوا خواہ اور سب مرے منتسب ۔ نہون تیرے مغضوب اے میرے رب

رہین دین و دنیا مین با آبرو ۔ نہو واسطہ انکو غم سے کبھو

مجھے قرب اپنا عطا کر خدا ۔ مین بندہ ہون ناصر ترا پر خطا

الٰہی بحق بنی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول ۔ من و دست و دامان آل رسول

تمت

(مطبوعہ مطبع شوکت المطابع شحنہ ہند میرٹھ)